138864 ـ شادی سے پہلے بیوی کے لیے والد کی دیکھ بھال کی شرط رکھی اور شادی ہو گئی جب دوسری شادی کی تو پہلی بیوی نے علیحدہ گھر اور کام کاج بھی تقسیم کرنے کا مطالبہ کر دیا

سوال

ایك شخص نے شادی سے پہلے ہونے والی بیوی کو بتایا كہ اس كا والد بیمار ہے اور اسے دیكھ بھال كی ضرورت ہے تم اس كی دیكھ بھال كروگی تو عورت نے موافقت كر لی اور اس شرط پر ان كی شادی ہوئی، اب وہ شخص دوسری شادی كرنا چاہتا ہے لیكن پہلی بیوی كہتی ہے كہ جب تم دوسری شادی كرو گے تو میرا حق ہے كہ میں علیحدہ گھر طلب كروں اور والد كی دیكھ بھال بھی دونوں بیویوں میں تقسیم كی جائیگی، اس كے متعلق آپ كی كیا رائے ہے ؟
سائل كا كہنا ہے كہ وہ ایسا مطالبہ كیسے كر سكتی ہے حالانكہ ابتدا میں ہی والد كی دیكھ بھال كی شرط ركھی گئی تھی بلكہ اس نے تو شادی ہی اسی وجہ سے كی تھی كسی اور بنا پر نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اللہ تعالی نے عہد اور عقد پورا كرنا واجب كیا ہے چنانچہ فرمان باری تعالی ہے:

اے ایمان والو عہد و پیمان پورے كرو المآئدۃ (1).

اور پھر عقد زواج كے معاہدے تو بالاولی پورے كرنا چاہییں چاہے یہ خاوند كی جانب سے ہوں یا بیوی كی جانب سے.

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ بیان كرتے ہیں كہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" وہ شرطیں سب سے زیادہ پورا كیے جانے كا حق ركھتی ہیں جن سے تم شرمگاہیں حلال كرتے ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2572) صحیح مسلم حدیث نمبر (1418).

اس بنا پر آپ كی بیوی كو وہ شرط پوری كرنی چاہیے جو شادی سے قبل خاوند نے ركھی تھی كہ وہ اس كے والد یعنی اپنے سسر كی دیكھ بھال كرے، ۔ ہمیں تو یہی لگتا ہے كہ ۔ بیوی كو یہ كام دونوں بیویوں میں تقسیم كرنے كا مطالبہ كرنے كا كوئی حق نہیں؛ كیونكہ عقد نكاح میں اس كو تقسیم كرنے كی شرط نہیں ركھی گئی، حالانكہ بیوی كو علم تھا كہ اللہ تعالی نے مرد كے لیے ایك سے زائد بیویوں سے شادی كرنا مباح كیا ہے، اور اسی طرح یہ شرط بھی نہیں ركھی

گئی کہ وہ دوسری شادی نہیں کریگا.

رہا علیحدہ گھر لینے کا مطالبہ تو اسے یہ حق حاصل ہے الا یہ کہ اگر عقد نکاح سے قبل یہ شرط رکھی گئی ہو کہ وہ اس کے گھر میں ہی والد کی دیکھ بھال کریگی، اور والد سے علیحدہ اسے گھر نہیں دیا جائیگا، تو۔ اس صورت میں۔ اس پر یہ دونوں شرطیں یعنی رہائش اور دیکھ بھال پوری کرنا ہونگی اور اسے علیحدہ رہائش کا مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہ ہوگان اور نہ ہی یہ کام دونوں بیویوں میں تقسیم کرنے کا مطالبہ کر سکتی ہے، ہاں اگر خاوند خود ایسا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں.

اور اگر بیوی کو یہ نئی صورت حال پسند نہیں اور وہ اسے برداشت نہیں کر سکتی تو اسے خلع لینے کا حق ہے، وہ اپنا مہر خاوند کو واپس کر کے اس اسے طلاق لے سکتی ہے.

خلع کی مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (26247) کے جواب کا مطالعہ کریں.

ہم خاوند کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنے تصرفات و معاملات میں حکمت سے کام لے، اور پہلی بیوی کے بارہ میں اللہ سے ڈرے اس نے اسے بطور خاوند بھی قبول کیا اور اس کے بیمار والد کی خدمتگار بھی بنی، اس کا بدلہ یہ نہیں تھا کہ اس کی سوکن لا کر اسے تکلیف و اذیت سے دوچار کیا جاتا، اور اسی پر بس نہیں بلکہ یہ سوکن اس کے کام کاج میں بھی شریك نہ ہو اس سے تو اسے اور زیادہ تکلیف ہوگی، اور وہ سوکن اس سے امتیازی حیثیت حاصل کرے جس کی بنا پر پہلی بیوی کی زندگی میں پریشانی پیدا ہو اور اس کی زندگی اجیرن ہو کر رہ جائے.

ہم اللہ کی مباح کردہ ایك سے زائد شادیوں سے نہیں روك رہے، لیکن ہم تو یہ جانتے ہیں کہ آدمی کے اخلاق حسنہ میں یہ شامل ہے کہ جو اس پر احسان کرے اور اس سے اچھا سلوك کرے تو اس کو بھی اس کے ساتھ اچھا سلوك کرتے ہوئے اس اسے اچھی بات کہنی چاہیے اور اچھا فعل اور عمل کرنا چاہیے ہمارے خیال میں خاوند کا دوسری بیوی کو اپنے والد کی دیکھ بھال میں پہلی بیوی کے ساتھ شریك نہ کرنے پر اصرار کرنا پہلی بیوی کے ساتھ حسن سلوك میں شامل نہیں ہوگان بلکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ وہ دوسری بیوی کے سامنے بھی وہی شرط رکھتا جو اس نے پہلی بیوی کے لیے رکھی تھی تو اس طرح وہ انصاف پسند اور حکیم بھی بن جاتا.

بہر حال ہماری رائے میں بیوی کو وہ شرط پوری کرنی چاہیے جس پر اس نے نکاح کیا ہے، اور اگر وہ شرط پوری نہیں کر سکتی یا خاوند کے حقوق ادا نہیں کر سکتی تو پھر خلع لینے کا حق رکھتی ہے، اور ہماری رائے یہ ہے کہ اس معاملہ کو بہتر انداز میں حل کرنے اور اس سے نکلنے کے لیے وہ بہتر تصرف کرے، وہ اس طرح کہ جس طرح پہلی بیوی کے لیے شرط رکھی تھی اسی طرح دوسری بیوی کے سامنے بھی وہی شرط رکھے۔ والد کی دیکھ بھال کرنا۔ چاہیے عقد نکاح اس شرط کے بغیر ہو بھی چکا ہے، اسے والد کی خدمت کرنے کے لیے بیوی کے ساتھ نرم رویہ میں بات کرنی چاہیے کہ وہ پہلی بیوی کے ساتھ ان امور میں شریك ہو.

والله اعلم .